سنہرے حروف

رسول اللہ ﷺ، خلفائے راشدین، سلف صالحین، نامور سلاطین
اور تاریخِ اسلام کے تابندہ ستاروں کے سبق آموز واقعات

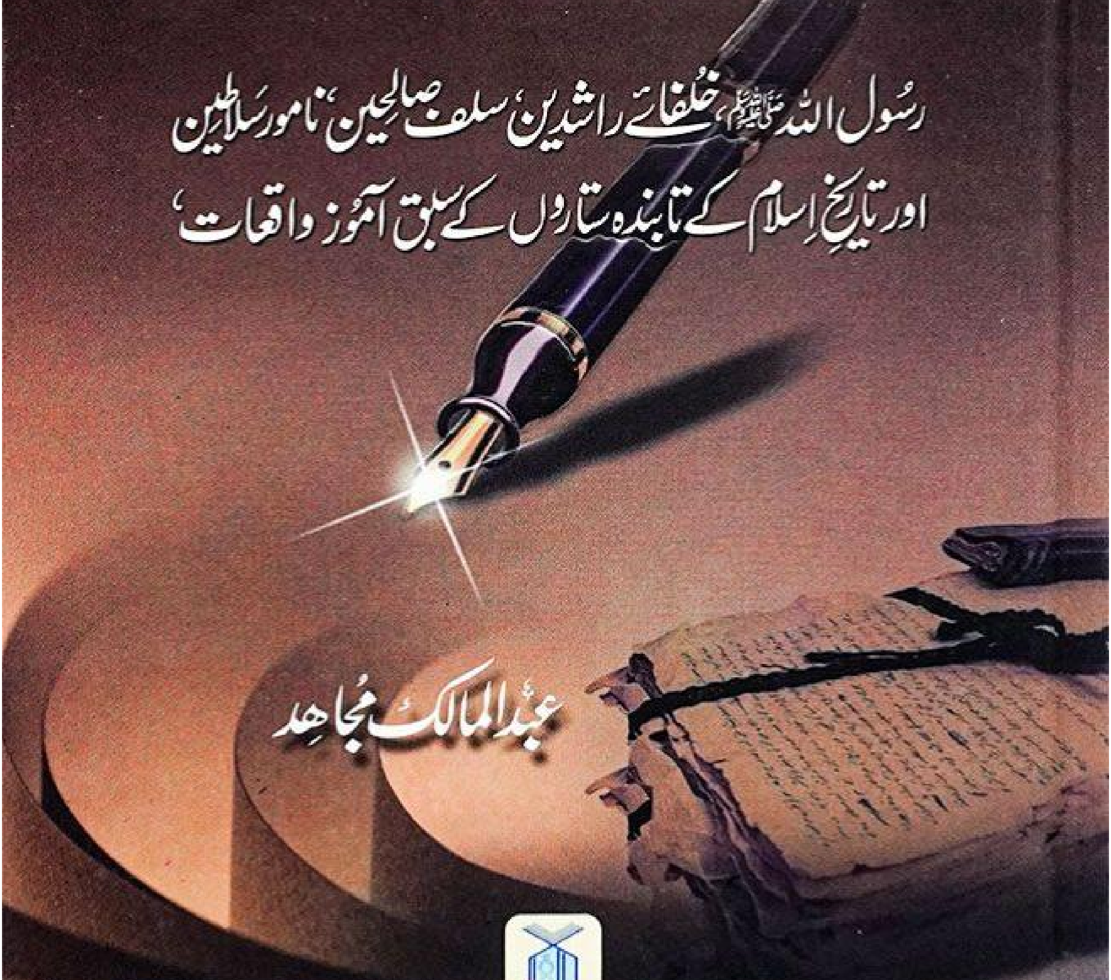

عبدالمالک مجاہد

دارالسلام
DARUSSALAM

فہرست

عرضِ مؤلف 13
سنہرے حروف مٹتے نہیں! 17
آلِ یاسر! صبر کرو 26
مجھے اللہ سے شرم آرہی ہے! 30
عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا خطبہ 32
تکبر و غرور سے دور رہو!! 35
احادیثِ رسول ﷺ کی تعظیم کا بے مثال نمونہ 37
چغل خور سچا نہیں ہوسکتا 38
شریعت مطہرہ کی بالادستی 39
ان تین باتوں کا علم نبی کے سوا کسی اور کو نہیں 45
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذہانت کا امتحان 50
سخاوت میں بڑا کون! 53
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کرامت 55
طبیب ہی نے تو مجھے بیمار کیا ہے 58
ابھی تک بخاری ہی پڑھ رہے ہو؟! 60
لشکرِ اسلامی کو ایک نصیحت 60
امیر المؤمنین کی وراثت سے چولھا بھی نہ جل سکا!! 61
مخلوق خدا سے نرمی 63

سنہرے حروف مٹتے نہیں!

آفتابِ رسالت کو طلوع ہوئے چھ سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ سردارانِ مکہ کا ظلم واستبداد ان ہی کی زبانی صادق وامین کا لقب پانے والے محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے متبعین کے خلاف اپنی حدیں چھور رہا تھا۔ اسلام کی طاقتور آواز کو دبانے کے لیے قریش نے اپنے ظلم کے ترکش کے کسی بھی تیر کو آزمانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا؛ بلکہ ظلم وجور کی تاریخ میں اس کی مثال پیدا کرنا قریش کی یکتائی کی تحقیر تھی۔ اسلام کے روشن مستقبل کا اندازہ کر کے مشرکین کے حقد وحسد کا شعلہ تیز سے تیز تر ہوتا جا رہا تھا۔ حالات کی رفتار بدل رہی تھی۔ گرد وپیش کے ماحول میں فرق آ چکا تھا۔ اب مشرکین علانیہ رسول اکرم ﷺ کے قتل کا فیصلہ کر چکے تھے۔ ان کے اسی فیصلے کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے:

﴿أَمْ أَبْرَمُوٓا۟ أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ﴾

”اگر ان کافروں نے ایک بات (میرے پیغمبر کے قتل) کا تہیہ کر رکھا ہے تو ہم بھی (انھیں بچانے کا) تہیہ کیے ہوئے ہیں“۔ [الزخرف:79]

ابو طالب مشرکین کے ناروا سلوک پر غور کرتے تو انھیں ایک ایسے سنگین خطرے کی بو محسوس ہوتی جس سے ان کا دل کانپ اٹھتا۔ انھوں نے جب دیکھا کہ قریش ہر جانب سے ان کے بھتیجے کی مخالفت پر تُل گئے ہیں تو انھوں نے اپنے جدِّ اعلیٰ عبد مناف کے دو صاحبزادوں ہاشم اور مطلب کی اولاد پر مشتمل خاندانوں کو اکٹھا کیا اور یہ تجویز رکھی کہ اب تک وہ اپنے بھتیجے کی حمایت وحفاظت کا جو کام تنہا انجام دیتے رہے ہیں اب اسے سب مل کر انجام دیں۔ ابو طالب کی یہ تجویز عربی حمیت

کے پیشِ نظر بنو ہاشم اور بنو مطلب کے سارے مسلم اور کافر افراد نے قبول کی۔ البتہ ابوطالب کا بھائی ابولہب تنہا ایسا فرد تھا جس نے اسے منظور نہ کیا اور سارے خاندان سے الگ ہو کر مشرکینِ قریش سے جا ملا اور انہی کا ساتھ دینے لگا۔ اب اس کے بعد کے حالات شیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری کے الفاظ میں ان کی مایہ ناز تصنیف ''الرحیق المختوم'' کے حوالے سے پڑھتے ہیں:

''صرف چار ہفتے یا اس سے بھی کم مدت میں مشرکین کو چار بڑے بڑے دھچکے لگ چکے تھے۔ یعنی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پیش کش یا سودے بازی مسترد کی، پھر قبیلۂ بنی ہاشم وبنی مطلب کے سارے ہی مسلم وکافر افراد نے ایک ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا عہد وپیمان کیا۔ اس سے مشرکین چکرا گئے اور انھیں چکرانا ہی چاہیے تھا۔ کیونکہ ان کی سمجھ میں آ گیا کہ اگر انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا اقدام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں مکہ کی وادی مشرکین کے خون سے لالہ زار ہو جائے گی۔ بلکہ ممکن ہے ان کا مکمل صفایا ہی ہو جائے۔ اس لیے انھوں نے قتل کا منصوبہ چھوڑ کر ظلم کی ایک اور راہ تجویز کی جو اُن کی اب تک کی تمام ظالمانہ کارروائیوں سے زیادہ سنگین تھی۔

اس تجویز کے مطابق مشرکین وادئ محصّب میں خیف بنی کنانہ کے اندر جمع ہوئے اور آپس میں بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف یہ عہد وپیمان کیا کہ نہ ان سے شادی بیاہ کریں گے، نہ خرید وفروخت کریں گے، نہ ان کے ساتھ اٹھیں بیٹھیں گے، نہ ان سے میل جول رکھیں گے، نہ ان کے گھروں میں جائیں گے، نہ ان سے بات چیت کریں گے جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لیے ان کے حوالے نہ کر دیں۔ مشرکین نے اس بائیکاٹ کی دستاویز کے طور پر ایک صحیفہ لکھا جس میں اس

بات کا عہد و پیمان کیا گیا تھا کہ وہ بنی ہاشم کی طرف سے کبھی بھی کسی صلح کی پیش کش قبول نہ کریں گے، نہ ان کے ساتھ کسی طرح کی مروّت برتیں گے جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے لیے مشرکین کے حوالے نہ کر دیں۔

ابن قیم کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ یہ صحیفہ منصور بن عکرمہ بن عامر بن ہاشم نے لکھا تھا اور بعض کے نزدیک نضر بن حارث نے لکھا تھا، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ لکھنے والا بغیض بن عامر بن ہاشم تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر بددعا کی اور اس کا ہاتھ شل ہو گیا(1)۔

بہر حال یہ عہد و پیمان طے پا گیا اور صحیفہ خانہ کعبہ کے اندر لٹکا دیا گیا۔ اس کے نتیجے میں ابولہب کے سوا بنی ہاشم اور بنی مطلب کے سارے افراد خواہ مسلمان رہے ہوں یا کافر سمٹ کر شعبِ ابی طالب میں محبوس ہو گئے۔ یہ نبی ﷺ کی بعثت کے ساتویں سال محرم کی چاندرات کا واقعہ ہے۔

اس بائیکاٹ کے نتیجے میں حالات نہایت سنگین ہو گئے۔ غلے اور سامانِ خورد ونوش کی آمد بند ہو گئی۔ کیونکہ مکے میں جو غلہ یا فروختنی سامان آتا تھا اسے مشرکین لپک کر خرید لیتے تھے۔ اس لیے محصورین کی حالت نہایت پتلی ہو گئی۔ انھیں پتے اور چمڑے کھانے پڑے۔ فاقہ کشی کا حال یہ تھا کہ بھوک سے بلکتے ہوئے بچوں اور عورتوں کی آوازیں گھاٹی کے باہر سنائی پڑتی تھیں۔ ان کے پاس بمشکل ہی کوئی چیز پہنچ پاتی تھی، وہ بھی پسِ پردہ۔ وہ لوگ حرمت والے مہینوں کے علاوہ باقی ایام میں اشیائے ضرورت کی خرید کے لیے گھاٹی سے باہر نکلتے بھی نہ تھے۔ وہ اگرچہ قافلوں سے سامان خرید سکتے تھے جو باہر سے مکہ آتے تھے لیکن ان کے سامان کے دام بھی مکے والے اس قدر بڑھا کر خریدنے کے لیے تیار ہو جاتے تھے کہ محصورین کے لیے

کچھ خریدنا مشکل ہو جاتا تھا۔

حکیم بن حزام جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا تھا کبھی کبھی اپنی پھوپھی کے لیے گیہوں بھجوا دیتا تھا۔ ایک بار ابوجہل سے سابقہ پڑ گیا۔ وہ غلہ روکنے پر اڑ گیا۔ لیکن ابوالبختری نے مداخلت کی اور اسے اپنی پھوپھی کے پاس گیہوں بھجوانے دیا۔

ادھر ابوطالب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں برابر خطرہ لگا رہتا تھا، اس لیے جب لوگ اپنے اپنے بستروں پر جاتے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے کہ تم اپنے بستر پر سو رہو۔ مقصد یہ ہوتا کہ اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی نیت رکھتا ہو تو دیکھ لے کہ آپ کہاں سو رہے ہیں۔ پھر جب لوگ سو جاتے تو ابوطالب آپ کی جگہ بدل دیتے۔ یعنی اپنے بیٹوں، بھائیوں یا بھتیجوں میں سے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سلا دیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے کہ تم اس کے بستر پر چلے جاؤ۔

اس محصوری کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مسلمان حج کے ایام میں باہر نکلتے تھے اور حج کے لیے آنے والوں سے مل کر انھیں اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ ان حالات پر پورے تین سال گزر گئے۔ اس کے بعد محرم 10 نبوت میں صحیفہ چاک کیے جانے اور اس ظالمانہ عہد و پیمان کو ختم کیے جانے کا واقعہ پیش آیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ شروع ہی سے قریش کے کچھ لوگ اگر اس عہد و پیمان سے راضی تھے تو کچھ ناراض بھی تھے اور ان ہی ناراض لوگوں نے اس صحیفے کو چاک کرنے کی تگ و دو کی۔

اس کا اصل محرک قبیلہ بنو عامر بن لؤی کا ہشام بن عمرو نامی ایک شخص تھا۔ یہ رات کی تاریکی میں چپکے چپکے شعب ابی طالب کے اندر غلہ بھیج کر بنو ہاشم کی مدد بھی کیا کرتا تھا۔ یہ زُہیر بن ابی امیہ مخزومی کے پاس پہنچا۔ (زہیر کی ماں عاتکہ،

عبدالمطلب کی صاحبزادی یعنی ابوطالب کی بہن تھیں) اور اس سے کہا: زہیر! کیا تمھیں یہ گوارا ہے کہ تم تو مزے سے کھاؤ پیو اور تمھارے ماموں کا وہ حال ہے جسے تم جانتے ہو؟ زہیر نے کہا: افسوس! میں تن تنہا کیا کر سکتا ہوں؟ ہاں اگر میرے ساتھ کوئی اور آدمی ہوتا تو میں اس صحیفے کو پھاڑنے کے لیے یقیناً اٹھ پڑتا۔ اس نے کہا: اچھا تو ایک آدمی اور موجود ہے۔ پوچھا: کون ہے؟ کہا: میں ہوں۔ زہیر نے کہا: اچھا تو اب تیسرا آدمی تلاش کرو۔

اس پر ہشام، مطعم بن عدی کے پاس گیا اور بنوہاشم اور بنومطلب سے جو کہ عبدمناف کی اولاد تھے، مطعم کے قریبی نسبی تعلق کا ذکر کر کے اسے ملامت کی کہ اس نے اس ظلم پر قریش کی ہمنوائی کیونکر کی؟ یاد رہے کہ مطعم بھی عبدمناف ہی کی نسل سے تھا۔ مطعم نے کہا: افسوس! میں تن تنہا کیا کر سکتا ہوں؟! ہشام نے کہا: ایک آدمی اور موجود ہے۔ مطعم نے پوچھا: کون ہے؟ ہشام نے کہا: میں۔ مطعم نے کہا: ایک تیسرا آدمی تلاش کرو۔ ہشام نے کہا: یہ بھی کر چکا ہوں۔ پوچھا: وہ کون ہے؟ کہا: زہیر بن ابی امیہ۔ مطعم نے کہا: اچھا تو اب چوتھا آدمی تلاش کرو۔ اس پر ہشام بن عمرو، ابوالبختری بن ہشام کے پاس گیا اور اس سے بھی اسی طرح کی گفتگو کی جیسی مطعم سے کی تھی۔ اس نے کہا: بھلا کوئی اس کی تائید بھی کرنے والا ہے؟ ہشام نے کہا: ہاں۔ پوچھا: کون؟ کہا: زہیر بن ابی امیہ، مطعم بن عدی اور میں۔ اس نے کہا: اچھا تو اب پانچواں آدمی ڈھونڈو۔ اس کے لیے ہشام، زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد کے پاس گیا اور اس سے گفتگو کرتے ہوئے بنوہاشم کی قرابت اور ان کے حقوق یاد دلائے۔ اس نے کہا: بھلا جس کام کے لیے مجھے بلا رہے ہو اس سے کوئی اور بھی متفق ہے؟ ہشام نے اثبات میں جواب دیا اور سب کے نام بتلائے۔ اس کے بعد

ان لوگوں نے حجون کے پاس جمع ہو کر آپس میں یہ عہد و پیمان کیا کہ صحیفہ چاک کرنا ہے۔ زہیر نے کہا: میں ابتدا کروں گا یعنی سب سے پہلے میں ہی زبان کھولوں گا۔

صبح ہوئی تو سب لوگ حسب معمول اپنی اپنی محفلوں میں پہنچے۔ زہیر بھی ایک جوڑا زیب تن کیے ہوئے پہنچا۔ پہلے بیت اللہ کے سات چکر لگائے، پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر بولا: مکے والو! کیا ہم کھانا کھائیں، کپڑے پہنیں اور بنو ہاشم تباہ و برباد ہوں، نہ ان کے ہاتھ بیچا جائے نہ ان سے کچھ خریدا جائے۔ خدا کی قسم! میں بیٹھ نہیں سکتا یہاں تک کہ اس ظالمانہ اور قرابت شکن صحیفے کو چاک کر دیا جائے!!

ابو جہل جو مسجد حرام کے ایک گوشے میں موجود تھا، بولا: تم غلط کہتے ہو، خدا کی قسم! اسے پھاڑا نہیں جا سکتا۔

اس پر زمعہ بن اسود نے کہا: بخدا! تم زیادہ غلط کہتے ہو۔ جب یہ صحیفہ لکھا گیا تھا تب بھی ہم اس سے راضی نہ تھے۔

اس پر ابوالبختری نے گرہ لگائی: زمعہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے نہ ہم راضی ہیں نہ اسے ماننے کو تیار ہیں۔ اس کے بعد مطعم بن عدی نے کہا: تم دونوں ٹھیک کہتے ہو اور جو اس کے خلاف کہتا ہے غلط کہتا ہے۔ ہم اس صحیفے سے اور اس میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اس سے اللہ کے حضور براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر ہشام بن عمرو نے بھی اسی طرح کی بات کہی۔

یہ ماجرا دیکھ کر ابو جہل نے کہا: ہونہہ! یہ بات رات میں طے کی گئی ہے اور اس کا مشورہ یہاں کے بجائے کہیں اور کیا گیا ہے۔ اس دوران ابو طالب بھی حرم پاک کے ایک گوشے میں موجود تھے۔ ان کے آنے کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس صحیفے کے بارے میں یہ خبر دی تھی کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے کیڑے

بھیج دیے ہیں جنھوں نے ظلم وستم اور قرابت شکنی کی ساری باتیں چٹ کر دی ہیں اور صرف اللہ عز وجل کا ذکر باقی چھوڑا ہے۔ پھر نبی ﷺ نے اپنے چچا کو یہ بات بتائی تو وہ قریش کو یہ کہنے آئے تھے کہ ان کے بھتیجے نے انھیں یہ اور یہ خبر دی ہے اگر وہ جھوٹا ثابت ہوا تو ہم تمھارے اور اس کے درمیان سے ہٹ جائیں گے اور تمھارا جو جی چاہے کرنا۔ لیکن اگر وہ سچا ثابت ہوا تو تمھیں ہمارے بائیکاٹ اور ظلم سے باز آنا ہوگا۔ جب قریش کو یہ بتایا گیا تو انھوں نے کہا: آپ انصاف کی بات کہہ رہے ہیں۔

ادھر ابوجہل اور باقی لوگوں کی نوک جھونک ختم ہوئی تو مطعم بن عدی صحیفہ چاک کرنے کے لیے اٹھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ واقعی کیڑوں نے اس کا صفایا کر دیا ہے۔ صرف 'باسمک اللھم' باقی رہ گیا ہے اور جہاں جہاں اللہ کا نام تھا وہ بچا ہے یا کیڑوں نے اسے نہیں کھایا تھا۔

اس کے بعد صحیفہ چاک ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ اور بقیہ تمام حضرات نے شعب ابی طالب سے نکل آئے اور مشرکین نے آپ ﷺ کی نبوت کی ایک عظیم الشان نشانی دیکھی۔ لیکن ان کا رویہ وہی رہا جس کا ذکر اس آیت میں ہے:

﴿وَإِن يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ﴾

"اگر یہ مشرکین کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو رخ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو چلتا پھرتا جادو ہے"۔ [القمر:2] (2)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ابن ہشام کے حوالے سے خانۂ کعبہ پر لٹکائے گئے بائیکاٹ کے صحیفے سے سنہرے حروف یعنی اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کے نہ مٹنے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کو خبر دیتے ہوئے فرمایا:

الحروف الذهبية

چونکہ اسلامی معاشرت کی تعمیر اور کردار سازی میں نبی اکرم ﷺ، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین، ائمۂ عظام، فقہائے کرام، سلف صالحین، نیک طینت خلفا و سلاطین، صلحائے امت، سپہ سالارانِ اسلام اور مجاہدین صف شکن کی سیرت اور کردار مسلمانانِ عالم کے لیے مشعل راہ ہیں۔ اس لیے امتِ مسلمہ کی نوخیز نسلوں کو اس مشعل سے اپنی زندگی کے راستوں کو منور کرنا از حد ضروری ہے۔ چنانچہ ہم نے اپنے سنہرے سلسلے کی اس چوتھی کڑی میں درخشندہ ستاروں کے دلچسپ اور سبق آموز واقعات دلکش پیرائے میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ISBN 9960-9706-5-5
9 789960 970653